# حُسنِ خاتمہ کی علامات

مولانا شبیر احمد صاحب نورانی استاذ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لائے ۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے بستر سے نہ اٹھ سکے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میری امت کے شہداء کون کون ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا "مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس صورت میں میری امت کے شہداء کم ہی ہوں گے ۔ مسلمانوں کا قتل ہونا شہادت ہے ۔ طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے اور وہ عورت جو بچے کی پیدائش کے سبب فوت ہو جائے شہید ہے ۔ (بچہ اپنی نال کی وجہ سے ماں کو جنت میں لے جائے گا ۔)

(۱۱-۱۲) جل جانے سے موت آنا، نمونیہ کے سبب موت واقع ہونا۔ حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

"الشهداء سبعة سوى القتل فى سبيل الله، المطعون شهيد، والغريق شهيد، وصاحب ذات الجنب شهيد، والمبطون شهيد، والحريق شهيد، والذى يموت تحت الهدم شهيد، والمرأة تموت بجمع[۲] شهيد ؎۱

فی سبیل اللہ قتل ہونے کے علاوہ شہید سات قسم کے ہیں طاعون سے مرنے والے، غرق ہونیوالا نمونیہ سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا۔ ملبے کے نیچے دب کر مرنے والا۔ اور وہ عورت جو بچے کی وجہ سے مر جائے یہ سب شہید ہیں ۔

۱۳ - موت مرض سل سے واقع ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

القتل فى سبيل الله شهادة، والنفساء شهادة، والحرق شهادة والغرق شهادة، والسل شهادة والبطن شهادة، ؎۲

---

؎۱ موطأ امام مالک، کتاب الجنائز، باب النهى عن البكاء على الميت، سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز باب فضل من مات فی الطاعون۔ سند صحیح ہے۔

؎۲ مجمع الزوائد، ج ۲، ص، ۳۰۱، سند قابلِ اعتماد ہے (مریض کے پھیپھڑوں میں زخم ہونے سے خون آنے لگتا ہے)۔

"........ مرض سل سے مرنا ... شہادت ہے" ۳؎

(۱۴) اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے مرجانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

من قتل دون مالہ ، (وفی روایۃ : من ارید مالہ بغیر حق فقاتل ، فقتل فھو شہید) ۱؎

جو آدمی اپنے مال کی وجہ سے قتل ہوا (دوسری روایت میں ہے جس آدمی کا مال ناحق طریقے سے لینے کی کوشش کی گئی۔ پھر وہ اس کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا) شہید ہے۔"

(۱۵-۱۶) دین اور ذات کے دفاع میں موت آنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

من قتل دون مالہ فھو شہید ، ومن قتل دون أھلہ فھو شہید، ومن قتل دون دینہ فھو شہید، و من قتل دون دمہ فھو شہید ۱؎

جو آدمی اپنے مال کے دفاع میں مارا گیا وہ شہید ہے۔ جو اہل و عیال کی عزت کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے دین کے دفاع میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے خون کے دفاع میں مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔

(۱۷) جہاد فی سبیل اللہ کے انتظار میں موت آنا حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں ہے۔

( رباط یوم ولیلۃ خیر من صیام شھر وقیامہ ، وإن مات جری علیہ عملہ الذی کان یعملہ، و أجری علیہ رزقہ ، وأمن الفتان)) ۲؎

ایک دن رات جہاد کے انتظار میں گزار دینا ایک ماہ کے روزے اور عبادت سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ فتنے سے بھی محفوظ رہے گا۔ انتظار کی گھڑیوں ہی میں مر جائے گا تو بھی اس کا اجر اور رزق جاری رہے گا۔

(۱۸) نیک کام پر ہمیشگی کرتے ہوئے موت آنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

من قال : لا إلہ الا اللہ ابتغاء وجہ اللہ ختم لہ بہا ، دخل الجنۃ ، ومن صام یوما ابتغاء وجہ اللہ ختم لہ بہا ، دخل الجنۃ ، ومن تصدق بصدقۃ ابتغاء وجہ اللہ ختم لہ بہا ، دخل الجنۃ" ( ) ۳؎

جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لاالہ الا اللہ کہا اور اور اس پر مرا، جنت میں داخل ہوگا۔ رضائے الٰہی کے لیے کسی دن کا روزہ رکھا اور یہی عمل مسلسل کرتے ہوئے مرا تو بھی جنت میں داخل ہوگا۔ جس نے اللہ تعالےٰ

---

۳؎ زیر نظر حدیث میں صرف مراد کا ترجمہ کر دیا ہے۔ باقی الفاظ کا ترجمہ کئی بار گزر چکا ہے (مترجم)

۱؎ صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب من قاتل دون مالہ۔

۱؎ سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ باب فی قتال اللصوص۔ سنن ترمذی۔ کتاب الدیات باب ماجاء فی من قتل دون مالہ فھو شہید۔ سنن نسائی کتاب تحریم الدم، باب من قاتل دون مالہ۔ سند بالکل صحیح ہے۔ (۲) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب فضل الرباط فی سبیل اللہ۔

(۳) مسند امام احمد ج ۵۔ ص ۳۹۱، سند صحیح ہے۔

کو راضی کرنے کے لیے صدقہ کیا اور عمر بھر کرتا رہا، وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

۱۹- جس آدمی کو ظالم حاکم نے صرف اس لیے قتل کر دیا کہ اس نے اسے نصیحت کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ "سید الشہداء حمزۃ بن عبد المطلب، ورجل قام الی امام جائر فامرہ ونہاہ فقتلہ"[۴]

حضرت حمزہ بن عبد المطلب سید الشہداء ہیں اور وہ آدمی جس نے ظالم امام (حاکم) کو نیکی کی تلقین اور برائی سے روکا تو اس نے قتل کر دیا۔

## ۹ میت کے بارے میں لوگوں کی رائے

۲۶- کم از کم دو سچے صاحبان علم و تقویٰ مسلمانوں کی میت کے متعلق اچھی رائے موجب جنت ہے جو اس کے پڑوسی اور جاننے والے ہوں، اس بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:-

مرّ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ فاثنی علیہا خیراً (وتتابعت الالسن بالخیر) (فقالوا کان ما علمنا یحب اللہ ورسولہ)، فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وجبت - وجبت - وجبت"

ومرّ بجنازۃ فاثنی علیہا شراً (وتتابعت الالسن لہا بالشر)، (فقالوا بئس المرء کان فی دین اللہ)، فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"وجبت، وجبت، وجبت" فقال عمر: فدی لک ابی وامی، مرّ بجنازۃ فاثنی علیہا خیراً، فقلت: وجبت وجبت وجبت، ومرّ بجنازۃ فاثنی علیہا شراً؟ فقلت: فقلت: وجبت وجبت وجبت؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"من اثنیتم علیہ خیراً وجبت لہ الجنۃ، ومن اثنیتم علیہ شراً وجبت لہ النار (الملائکۃ شہداء اللہ فی السماء و) انتم شہداء اللہ فی الارض، انتم شہداء اللہ فی الارض انتم شہداء اللہ فی الارض، (وفی روایۃ: والمؤمنون شہداء اللہ فی الارض)، (ان للہ ملائکۃ تنطق علی السنۃ بنی آدم بما فی المؤمن الخیر والشر)"[۱]

ایک جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا اس کی تعریف ہوئی (بہت سارے صحابہ نے تائید کرتے ہوئے کہا) (ہمارے خیال میں وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۴) المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ باب من قام الی امام جائر للحق فقتلہ، فہو سید الشہداء، سند صحیح ہے۔

[۱] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ خیراً او شراً من الموتی۔ مسند امام احمد ج ۳، ص ۱۷۹، ۱۸۶، ۱۹۷، ۲۱۱، ۲۴۵، ۲۸۱۔ سند صحیح ہے۔

سے محبت کرتا ہے") رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا "واجب ہوگئی"۔
ایک دوسرا جنازہ گزرا اس کے متعلق سخت الفاظ سے رائے بیان ہوئی (بہت سارے صحابہ نے تائید کرتے ہوئے کہا)، (وہ دین کے معاملے میں برا آدمی تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا "واجب ہوگئی"

حضرت عمر نے عرض کی! میرے ماں باپ قربان! ایک جنازہ گزرا اس کی تعریف ہوئی آپ نے تین مرتبہ فرمایا "واجب ہوگئی"۔ دوسرا جنازہ گذرا جس کے متعلق رائے درشت الفاظ سے بیان ہوئی تو بھی آپ نے فرمایا "واجب ہوگئی"، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، اور جسے تم نے سخت الفاظ سے یاد کیا اس کے لئے آگ واجب ہوگئی، مزید فرمایا: فرشتے آسمانوں میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم دنیا میں اللہ کے گواہ ہو، (تین مرتبہ فرمایا) ایک دوسری روایت میں ہے؛ مؤمن زمین پر اللہ کے گواہ ہیں) (اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے لوگوں کے بارے میں اچھی بری رائے بنی آدم کی زبان سے کہلاتے ہیں آدمی جیسا بھی ہو اچھا یا برا)"

۲۔ حضرت ابوالاسود الدیلی بیان کرتے ہیں کہ:۔

أتيت المدينة، وقد وقع بها مرض وهم يموتون موتاً ذريعاً، فجلست إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فمرت جنازة، فأثني خيراً، فقال عمر وجبت، فقلت: ما وجبت يا امير المؤمنين؟ قال: قلت كما قال النبي صلى الله عليه وسلم۔

"ايما مسلم شهد له اربعة بخير ادخله الله الجنة" قلنا: وثلاثة قال "وثلاثة"، قلنا: واثنان؟ قال: "واثنان". ثم لم نسأله في الواحد" [1]۔

"میں مدینہ منورہ حاضر ہوا وہاں ایک وبائی مرض تھا جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ مر رہے تھے۔ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا، ایک جنازہ گذرا، لوگوں نے اس کی تعریف کی، حضرت عمر نے فرمایا: واجب ہوگئی، میں نے دریافت کیا، کیا واجب ہوگئی؟ انہوں نے فرمایا: میں نے بھی اسی طرح کہا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "جس مسلمان کے حق میں چار مسلمان بھلائی کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت

کردے گا، ہم نے پوچھا اور تین کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں تین آدمیوں کی گواہی بھی معتبر ہے" ہم نے پوچھا اگر دو گواہی دیں تو؟ انہوں نے فرمایا" ہاں! دو کی گواہی بھی معتبر ہے"۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا!"

۳۔ جو مسلمان بھی مرے اور چار قریبی پڑوسی اس کے حق میں بھلائی کی گواہی دیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ:۔

"قد قبلت قولکم، او قال: بشہادتکم، وغفرت لہ مالا تعلمون" لہ

"میں نے تمہاری بات مان لی اور جو بات تم نہیں جانتے۔ اسے بھی معاف کر دیا"۔

یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ان تینوں حدیثوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ حکم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ یہ خصوصیت ان مومنین کے لئے بھی ہے جنہوں نے ان کی طرح ایمان علم اور سچائی کے ساتھ گواہی دی یہی بات حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں تفصیل سے بیان کی ہے تفصیلات وہاں دیکھی جا سکتی ہیں ٢ہ۔

تیسری حدیث میں چار گواہوں کی قید لگائی گئی ہے بظاہر وہ حضرت عمر کی حدیث سے پہلے کی حدیث ہے۔ حضرت عمر والی حدیث میں دو آدمیوں کی گواہی کو کافی سمجھا گیا ہے لہذا وہی استدلال کے لئے اصل بنیاد ہے۔

## گرہن کے وقت موت

۲۷۔ اگر کسی کی موت سورج یا چاند گرہن کے وقت آجائے تو یہ مرنے والے کی عظمت کا نشان نہیں ہوتا بلکہ ایسا اعتقاد تو جاہلانہ خرافات ہیں جس کی تردید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے دن فرما دی تھی، کیونکہ اس وقت سورج کو گرہن لگا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا۔

"اما بعد، ایہا الناس، إن أہل الجاہلیۃ کانوا یقولون: إن الشمس والقمر لا ینخسفان إلا لموت عظیم، وانہما آیتان من آیات اللہ، لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ، ولکن

لہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۳ ص ۲۴۲ - سند صحیح ہے۔

٢ہ فتح الباری ج ۳، ص ۲۲۹ - طبع السلفیہ۔

یخوف اللہ بہ عبادہ فاذا رأیتم شیئاً من ذلک فافزعوا إلی ذکرہ ودعائہ واستغفارہ، وإلی الصدقۃ والعتاقۃ والصلاۃ فی المساجد حتی تنکشف" [1]

"اما بعد! اے لوگو اہل جاہلیت یہ کہا کرتے تھے کہ سورج یا چاند کو گرہن کسی عظیم ہستی کی وجہ سے لگتا ہے، سن لو یہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے نہیں گہناتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے چنانچہ جب تم ایسی صورت دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو، دعا کرو، استغفار کرو، صدقہ کرو، غلام آزاد، مسجدوں میں جا کر نماز ادا کرو، حتیٰ کہ یہ وقت ٹل جائے۔"

## ۱۰ میت کا غسل

۲۸۔ جب کسی انسان کی موت واقع ہو جائے تو چند افراد کو اس کے غسل کا فی الفور انتظام کرنا چاہیئے اس کی دلیل مسئلہ ۱۲ فقرہ "ب" میں گزر چکی ہے۔ البتہ وجوب غسل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کئی احادیث میں موجود ہے۔

اولاً: جس محرم کو اس کی اونٹنی نے روند ڈالا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اغسلوہ بماء وسدر" [2] الحدیث (مکمل حدیث مسئلہ ۱۷ فقرہ "د" میں ذکر ہو چکی ہے)

"اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو ..... الخ الحدیث"

ثانیاً: اپنی بیٹی زینب کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ:۔

"اغسلنہا ثلاثاً، أو خمساً، أو سبعاً ... أو أکثر من ذلک ... [3] الحدیث

اسے تین، پانچ، سات یا اس سے زیادہ بار غسل دو .... الحدیث۔ (مکمل حدیث مسئلہ ۲۹ میں دیکھیں)۔

---

[1] صحیحین اور سنن کے باب الکسوف کی احادیث کو اکٹھا کر کے ایک جامع عبارت کی شکل میں نقل کیا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ما یفعل بالمحرم اذا مات۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یستحب ان یغسل وتراً۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب غسل المیت۔

**۲۹۔ دوران غسل حسب ذیل باتوں کا لحاظ کریں۔**

۱۔ غسل تین بار یا اس سے زیادہ بار دینا چاہیئے اور یہ غسل دینے والوں کی مرضی پر ہے۔

۲۔ غسل وتر عدد میں دیا جائے۔

۳۔ کسی ایک مرتبہ پانی کے ساتھ بیری کے پتے، اشنان یا صابون کا استعمال ہونا چاہیے تاکہ صفائی بھی ہو جائے۔

۴۔ غسل دیتے وقت آخری مرتبہ پانی میں کچھ خوشبو ملا دینی چاہیے۔ کافور ہو تو بہتر ہے

۵۔ مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح دھونی چاہیے۔

۶۔ بالوں کو کنگھی دی جائے۔

۷۔ عورت کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے ڈال دینی چاہئیں۔

۸۔ غسل دائیں طرف اور وضو کی جگہوں سے شروع کریں۔

۹۔ استثنائی صورتوں کے علاوہ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔

مذکورہ بالا امور کی دلیل حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ ذیل حدیث ہے۔ آپ بیان فرماتی ہیں۔

دخل علینا النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ونحن نغسل ابنته (زینب)، فقال: "اغسلنها ثلاثاً، او خمساً، (أو سبعاً)، أو أكثر من ذلك، إن رأيتن ذلك" (قالت: قلت وتراً؟ قال: "نعم")، واجعلن في الآخرة كافوراً أو شيئاً من كافور، فاذا فرغتن فآذنني" فلما فرغنا آذناه، فألقى إلينا حقوه (۱) فقال: "أشعرنها إياه" (تعني إزاره (قالت: ومشطناها ثلاثة قرون)، (وفي رواية نقضنه ثم غسلته)، (فضفرنا شعرها ثلاثة أثلاث: قرنيها وناصيتها) وألقيناها خلفها)، (قالت: وقال لنا: ابدأن بميامنها ومواضع الوضوء منها)"[۱]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین بار، پانچ بار، سات بار، اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ بار غسل دو، حضرت ام عطیہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، کے مختلف ابواب میں حدیث مذکور ہے۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب فی غسل المیت۔

عرض کی وتر عدد میں ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور آخری بار میں کچھ کافور بھی ملا دینا جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا جب ہم فارغ ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی آپ نے ہماری طرف چادر بھیج کر فرمایا : اسے بطور قمیص پہنا دو۔" بیان کرتی ہیں کہ ہم نے اس کے بالوں کو تین حصے کر کے کنگھی کی اور پیچھے ڈال دیئے ۔ ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دائیں طرف اور وضو والی جگہوں سے شروع کرو۔"

۱۰۔ میت کے اوپر بڑا کپڑا ڈال کر اس کے کپڑے اتارے جائیں اور پھر اس کے نیچے سے کسی چھوٹے کپڑے کی مدد سے غسل دیا جائے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتا تھا یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سمجھ آتی ہے ۔ وہ بیان فرماتی ہیں کہ :۔

"لما أرادوا غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا : واللہ ما ندري، انجرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ثیابه كما نجرد موتانا، ام نغسله وعليه ثيابه ؟ فلما اختلفوا ألقى الله عليهم النوم حتى ما منهم رجل إلا وذقنه في صدره ، ثم كلمهم مكلم من ناحية البيت، لا يدرون من هو : ان اغسلوا النبي صلی اللہ علیہ وسلم وعليه ثيابه، فقاموا إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فغسلوه وعليه قميصه ، يصبون الماء فوق القميص ويدلكونه بالقميص دون ايديهم وكانت عائشة تقول : لو استقبلت من امري ما استدبرت ما غسله الا نساؤه"[1]

جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو آپس میں کہنے لگے کہ بخدا ہمیں علم نہیں کہ کیا کریں ؛ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اس طرح اتار لیں جس طرح اپنے مردوں کے کپڑے اتارتے ہیں یا کپڑوں سمیت غسل دے دیں ۔ جب اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی حتیٰ کہ تمام کی گردنیں سینے کی طرف ڈھلک گئیں ، پھر کسی نامعلوم آدمی نے گوشۂ گھر سے آواز لگائی کہ ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔"

چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیض سمیت غسل دیا ، قمیض کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور ہاتھوں کی بجائے قمیص سے ہی ملتے تھے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر یہ صورتِ حال پیش نہ آتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سنن ابی داؤد ، کتاب الجنائز ، باب فی ستر المیت عند غسلہ ۔ سند صحیح ہے ۔

کو ازواج مطہرات ہی غسل دیتیں" رضی اللہ عنہن جمیعًا۔

۱۱۔ سارے جسم کو ڈھانپ کر چھوتے کپڑے کی مدد سے غسل دینے کا واحد مقصد یہ ہے کہ میت کے ستر کو نہ دیکھا جائے اور نہ ہی چھوا جائے، صحیح بات یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ۔

"مابین السرۃ والرکبۃ عورۃ"[1]

"ناف اور گھٹنے کے درمیان ستر ہے"

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

"الفخذ عورۃ"[2]

"ران بھی حدود ستر میں ہے"

ایک عورت کا جسم بھی دوسری عورت کے لئے ستر ہے البتہ وہ اعضاء جو بطور زینت ظاہر کئے جاتے ہیں اس میں شامل نہیں مثلاً سر، کان، گردن، سینے کا بالائی حصہ، ہار پہننے کی جگہ، کلائی اور بازو کا کچھ حصہ، پہنچی پہننے کی جگہ، پاؤں، پازیب پہننے کی جگہ پنڈلی کا نچلہ حصہ اس کے علاوہ سارا جسم ستر ہے کوئی عورت بھی اسے دیکھ نہ پائے اور اسے ظاہر بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان یوں ہے کہ:۔

ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او اٰبائھن او اٰبناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن ......) الاٰیۃ[3]

وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے، شوہر یا باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں:۔

باقی صفحہ ۴۳ پر

[1] سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی قولہ عز وجل، قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ سند قابل اعتماد ہے۔

[2] سنن الترمذی کتاب الادب باب ماجاء ان الفخذ عورۃ، سند قابل اعتماد ہے۔

[3] سورۃ النور آیت ۳۱۔